

قیمت سالانہ تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نور افشاں

ہمایوں نور افشاں ۱۹۲۹ء سے ضیا پاش

ایڈیٹر
پادری ایس ۔ ایم ۔ پال
۲۲ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین اور خبریں وغیرہ صرف ایڈیٹر کے نام ارسال کرنا چاہئے

مینیجر
پادری ایچ ۔ ای ۔ سوزا ایکلی صاحب ایس ۔ ٹی ۔ ایم
ایمپریس روڈ ۔ لاہور
ہر قسم کی خط وکتابت دربارہ تبدیل مقام و اشتہارات و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ارسال ہونا چاہئے

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے یکم فروری سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۵

شعر و سخن

مسدس منت

(از نتیجہ فکر جناب منشی کیدارناتھ صاحب منت)

گذشتہ سے پیوستہ

اے ایسٹر ہے تو جو دوگونہ بہار دار — آدل ہے تیری گرد قدم غازۂ بہار
سرسبز تجھ سے ہو گئے اشجار کشت زار — سرسوں ہے زرد زرد تو پھولے ہیں کاشتکار
سوتی ہوئی زمیں تیری آہٹ سے جاگ اٹھی
افسردگی خزاں کی اسے چھوڑ بھاگ اٹھی

تیری نسیم فیض سے پُر ہیں کیاریاں — خوشبو کی سیر کو ہیں ہوا کی سواریاں
بلبل چہک رہے ہیں نہیں آہ و زاریاں — جنت العدن کی تیوں سے ہیں سبز ساریاں
فرحت جو تجھ میں ہے وہ پئے خاص و عام ہو
تو صبح ہے اودھ کی بنارس کی شام ہے

محسوس ہو گا لطف بہار۔ انکو بیش و کم — جو دل رہے ہوں قید خزاں سے اسیر غم
ہر دم رہے ملول الم سے الم الم — آرام سے تھکے ہوئے ہوتے ہیں تازہ دم
مخبوط کو گئیں نہ ہوائیں زمانے کی
غم جسکو جانے کا نہ خوشی جسکو آنے کی

ہے تازگی روح تیری دوسری بہار — محسوس جسکو کرتے ہیں منجی میں سوگوار

پہلو میں جال چھد کے ہوئی انکے دل لہو — ان میں بہی جو اس سے بہی تھی لہو کی جا
مصلوبیت میں اسکی وہ مصلوب ہو گئے
آیا غضب جو اس سے یہ مغضوب ہو گئے

ان پر بھی تھا جو اس پہ تھا جبر بیان جبر — مغلوب وہ بھی تھے جو پڑی اس پہ آکے جبر
تربت کو اسکی دیکھ کے ہوتا تھا انکو کرب — کچھ انکو سوجھتا ہی نہ تھا غرق ہو کے غرب
بے بس تھے بیکسی میں وہ کچھ کر نہ سکتے تھے
روتے تھے اسکے حال پہ وہ اور بلکتے تھے

اب کیا شگفتہ ہیں تری آمد سے انکے دل — سن لی گئی گڈ فرائیڈے سے کیسے مضمحل
تب غم سے اب خوشی سے ہے تخمیر آب و گل — امید بستہ کی جو کلی تھی گئی وہ کھل
کل عیش و انبساط کا سایہ تو ہی تو ہے
سرمایہ اور نشاط کا مایہ تو ہی تو ہے

مانا کہ مانتے تھے تجھے بھی صنم پرست — ممکن ہے وہ بنائے گئے ہوں بہ پیش دست
دنیا کے طور پر یہ ہوا ان میں بند و بست — زندہ مسیح کا ہو وجود ان میں اگر ہست
جو دنیوی فضا میں بھرے دم بہار کا
اس کا قدم ہے دیں میں مقدم بہار کا

کرتی ہو مانتی ہے اسے ہر کلیسیا — وہ ولٹر ہے اسکے حق میں ہر ایک کلیسیا
ناقدرے اپنی ہمائے کی بہتر کلیسیا — بندہ کشادہ رہے مقرر کلیسیا
زندہ ہے جا مسیح موافق ہے ایسٹر
روحانی زندگی کے مطابق ہے ایسٹر

نور افشاں

یکم فروری ۱۹۲۹ء لاہور

لفظ وارد کا فیصلہ اور دوزخ کا بھرجانا

(۵)

چل میرے خامہ بسم اللہ

خدا کے فضل وکرم سے آیت نمبر اول کے لفظ وارد کی تشریح وتوضیح سے ہم فارغ ہوگئے یعنے خود قرآن شریف کی دیگر آیات کے رو سے اور اشعار عرب کے رو سے اور بالتخصیص خود آنحضرت صلعم کی زبانی ہم نے نہایت واضح طور پر ثابت کردیا کہ **وان منکم الا واردھا** میں وارد کے معنے داخل ہونے کے ہیں۔ اور حضرت جابر کی حدیث نے تو بیچارے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تمام اُمیدوں پر پانی پھیر کر اس کا فیصلہ ہی کردیا کہ **وارد** کے معنے نہ صرف **داخل** ہونے کے ہیں بلکہ ہر ایک **مسلمان** کا خواہ **نیک** ہو یا **بد** **دوزخ** میں داخل ہونا ضروری امر ہے۔ دوزخ خواہ گرم ہو یا سرد خواہ وہ اپنے ہمراہ اُور کوٹے لیکر جائے یا خس کی ٹٹی اس سے بحث نہیں بحث تو اس سے ہے کہ ہر ایک مسلمان کو اس جگہ جانا ہے۔ جسکا نام دوزخ ہے اور یہ ثابت ہوگیا۔

ہیں لگے ہاتھ مولوی صاحب کو ایک اور پرلطف حدیث سنانا چاہتا ہوں جسکا مفہوم یہ ہے کہ جب انسانوں اور جنوں سے دوزخ نہیں بھریگا تو پھر کس طرح خدا دوزخ کو بھر دیگا۔

خدا کا دوزخ کو بھر دینا وعن انس عن النبی صلے اللہ وسلم قال لا تزال جھنم یلقی فیھا وتقول ھل من مزید حتی یضع رب العزت فیھا قدمہ فینزوی بعضھا الی بعض فتقول قط قط بعزتک و کرمک متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الفتن ذکر الجنۃ والنار)

(ترجمہ) حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ آدمی دوزخ میں ڈالے جائینگے اور وہ کہتا رہیگا کہ کچھ اور بھی ہے۔ یہانتک کہ عزت والا پروردگار اس میں اپنا قدم رکھیگا۔ تو وہ آپس میں سمٹ جائیگا اور کہیگا کہ بس بس تیری عزت اور بزرگی کی قسم"

اس حدیث سے اوپر ایک اور حدیث بھی ہے جو ابوہریرہ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔ اس میں بجائے **قدم** کے یہ جملہ ہے کہ حتی یضع **اللہ رجلہ** یعنے یہانتک کہ خدا اس میں اپنا پاؤں رکھیگا"

ہم مولوی صاحب کی طرح غلط بحث نہیں چاہتے ہیں ورنہ یہ ضرور پوچھتے کہ اللہ کے پاؤں اور قدم کیسے؟ اگر درحقیقت آپ اہلحدیث ہیں تو ان احادیث کی تاویل یا تفسیر تو کر دیجئے پھر دیکھئے کہ آپ کو کن کن مصیبتوں کا سامنا ہوگا۔

ناظرین حدیث بالا کو پڑھکر ضرور دریافت کرنا چاہتے ہونگے۔ کہ اللہ کو اس طرح دوزخ بھر دینے کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی۔ اسکی وجہ آیت نمبر دوم بتلاتی ہے جو حسب ذیل ہے:

(۲) "ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین" (قرآن سورہ ہود آیت ۱۲)

(ترجمہ) "اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت بناتا۔ لیکن یہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے۔ مگر جس پر تیرے رب کا رحم ہو۔ اور خدا نے ان کو اسی لئے پیدا کیا ہے تاکہ تیرے رب کی یہ بات پوری ہو۔ کہ میں جنوں اور آدمیوں سے دوزخ بھر دونگا" (میں کیوں کر سچی ہوگیا ص۳۳)

لیکن خدا سے یہ بھی تو نہ ہوسکا کہ دوزخ کو انس اور جن سے بھر دیتا کیونکہ حدیثوں میں دوزخ کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اسقدر طویل وعریض ہے کہ تمام افراد انسانی اور جنی کیا اگر ہماری اس زمین کی طرح ستر زمینیں بلکہ ستر ہزار زمینیں بھی اس میں ڈال دی جائیں تو اسکا ایک کونا بھی بمشکل بھر سکیگا۔ اس لئے جب اللہ نے دیکھا کہ دوزخ تو بھرتا ہی نہیں اور میں وعدہ کر بیٹھا ہوں کہ تجھ کو بھر دونگا اس لئے آپنی بات کو پورا کرنے کے لئے اپنے پاؤں کو دوزخ میں رکھتا کہ اس کم بخت کا پیٹ تو بھر جائے۔ یہ ہے آیت نمبر دوم کی صحیح تفسیر جو مولوی صاحب کی سمجھ میں ابتک نہیں آئی۔

یہ آیت اسقدر صاف اور غیر مبہم ہے کہ اگر کسی شخص کو ذرا بھی عربی سے واقفیت ہو تو وہ اس کے مفہوم کے سمجھنے میں کچھ بھی دقت محسوس نہ کریگا۔ لیکن بیچارے مولوی صاحب سمجھیں تو کیونکر سمجھیں کچھ تو انکو اپنی فضیلت کا خیال۔ اور کچھ اپنا حلوا مانڈے کا فکر اور کچھ شیر قالین کہلانیکا پاس۔ لہٰذا اگر کچھ سمجھیں بھی تو اسکو کس طرح ظاہر کریں۔ چنانچہ انہیں مجبوریوں سے مجبور ہوکر باول ناخواستہ جس پر ان کی عبارت شہادت دے رہی ہے یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

اس مشکل کی وجہ آپ نے نہیں بتائی۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیا مشکل پیش آئی تھی۔ ہاں ہم اس آیت کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ صحیح تفسیر ہی سے آپ کی مشکل حل ہو جائے۔

اس میں کیا شک ہے کہ دنیا میں اختلاف رائے ہے نہ صرف دنیاوی کاموں میں بلکہ دنیاوی امور میں بھی۔ نہ صرف بیرونی کاموں میں بلکہ خانہ اتی امور میں بھی۔ اس اختلاف کا مبنیٰ و اصل اختلاف فہم ہے جو قدرتی اصول پر مبنی ہے اس قدرتی اختلاف کو ملحوظ رکھکر قرآن مجید کی آیت مذکورہ میں بتایا گیا ہے کہ باوجود ان اختلافات کے خدا کو قدرت ہے کہ اگر چاہتا تو ان سب کو یکسو متحد الخیال بنا دیتا (لاریب فیہ) اس کے بعد فرمایا انسانی افراد اپنے خیالات میں ہمیشہ مختلف رہینگے اور انکو اسی اختلاف پر پیدا کیا ہے مگر جن لوگوں کے تلاش حق کرنے کی وجہ سے ان پر خدا کی عنایت ہوگی وہ اس اختلاف سے الگ رہ کر سیدھی راہ پر چلینگے اور جو ٹیڑھے چلینگے گندہ ان سے ہم جہنم کو بھر دینگے۔

یہ ہے اس آیت کی صحیح تفسیر (اہلحدیث ۲ نومبر ۱۹۲۸ء ص۱۳)



شیر قالین کی گرج

قصیدوں میں گریز ایک مستحسن (خوبی) سمجھی جاتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے قصیدہ کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح مباحثوں میں اگر گریز صداقت و دیانت کے نام پر اختیار کی جائے۔ اور اس میں ریا بازی اور پردہ داری کا مطلق دخل نہ ہو تو نہایت مستحسن سمجھی جاتی ہے۔ ورنہ نہایت مذموم اور بددیانتی سمجھی جائیگی۔ جو لوگ صداقت شعار و راست گفتار ہوتے ہیں وہ علی الاعلان اپنی شکست کا اظہار کرتے ہیں نہ خود کو دھوکہ دیتے ہیں اور نہ دوسروں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن شیر پنجاب کو اپنی ہٹ اور عزت کا اسقدر پاس ہے کہ مجال کیا کہ ٹس سے مس ہوجائیں۔ چنانچہ کس بھولے پن سے آپ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ اس مشکل کی وجہ آپ نے نہیں بتائی۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیا مشکل پیش آئی حقیقی آپ کی سمجھ میں کونسی بات آئی جو یہ آئی لیجئے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ اور اس مشکل کی وجہ ہم آپ ہی کی زبانی آپ کو سناتے ہیں جسکو خدائے برتر نے آپ ہی کے قلم سے اس طرح لکھوا دیا کہ خود آپ کو بھی اسکی خبر نہ ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ

آیت نمبر۲ کی مشکلات

(۱) "انسانی افراد اپنے خیالات میں ہمیشہ مختلف رہینگے۔ اور انکو اسی اختلافات پر پیدا کیا ہے۔" جب خدا نے انسان کو اسی اختلافات پر پیدا کیا ہے" جو شان خداوند کے سراسر منافی ہے۔ اور وہ "ہیں بھی ہمیشہ مختلف ہی رہینگے" اور پھر اسی اختلاف کو جس پر خود خدا نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ دوزخ میں جانیکا سبب ٹھہرانا کہاں کا عدل اور انصاف ہے؟ اچھا یہ کہنا کہ "مگر جن لوگوں کے تلاش حق کرنے کی وجہ سے ان پر خدا کی نظر عنایت ہوگی وہ اس اختلاف سے الگ رہ کر سیدھے راہ پر چلینگے" بالکل لغو ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی نظر عنایت ہوتی تو افراد انسانی کو اس "اختلاف" پر پیدا ہی کیوں کرتا۔ نیز آپ خود لکھ چکے ہیں کہ "انسانی افراد اپنے خیالات میں ہمیشہ مختلف رہینگے۔ جب انسانی افراد ہمیشہ مختلف رہینگے تو "اختلاف" سے کس طرح الگ رہ سکینگے؟ دیگر یہ کہ انسان جس امر پر فطرتاً پیدا ہوتا ہے وہ امر اس سے کامل طور پر ہرگز الگ نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر اس پر بھی آپ شہادت چاہتے ہیں تو حدیث ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

وعن ابی الدرداء قال بینما نحن عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نتذاکر ما یکون اذ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا تصدقوا بہ فانہ **یصیر الی ماجبل علیہ**

رواہ احمد (مشکوٰۃ کتاب الایمان فی القدر)

(ترجمہ) ابی درداء بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے آیندہ ہونے والی باتوں کے متعلق گفتگو کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم یہ سنو کہ فلاں پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو تم اسکو سچ مانو اور جب تم یہ سنو کہ فلاں شخص کے اخلاق بدل گئے تو تم اسکو سچ مت مانو۔ کیونکہ جو شخص **جس بات پر پیدا کیا گیا ہے**۔ اسی پر قائم ہوجاتا ہے۔

علامہ علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں اس جملہ کی شرح میں **یصیر الی ماجبل علیہ** تحریر فرماتے ہیں کہ یعنے الامر علے ما قدر و سبق حتی العجز والکیس فاذا سمعتم بان الکیس صار بلیداً او بالعکس فلا تصدقوہ وضرب زوال الجبل مثلا تقریب فان ھذا ممکن فزوال الخلق المقدر عما کان فی القدر غیر ممکن۔

یعنے ہر ایک انسان اسی بات پر قائم ہوجاتا ہے جو اسکی تقدیر میں پیشتر لکھی جاچکی ہے۔ حتیٰ کہ بزدلی اور عقلمندی وغیرہ بھی تقدیر سے ہیں۔ جب تم یہ سنو کہ ایک عقلمند شخص جاہل یا کند ذہن بنگیا یا ایک کودن شخص عقلمند بن گیا تو اسکو سچ مت مانو۔ آنحضرت نے جو پہاڑ ٹلنے کی مثال دی ہے یہ ایک تقریبی مثال ہے جو ممکن ہے لیکن اس خلق کا زوال جو پہلے مقرر ہو چکا ہے محال ہے۔ لہٰذا انسانی افراد کو اختلاف پر پیدا کرنے اور اختلاف بھی ایسا جو ہمیشہ رہتا ہو اور پھر اسی اختلاف کو جہنم میں جھونک دینے کا سبب گردانے کی تاویل بجز اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ خدا کی نیت انسانوں کے متعلق بخیر نہیں ہے

لمعات

اسلام کا مرثیہ

یعنے مرزا غلام احمد کا پیدا ہونا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ نورافشاں کے لمعات کے کالم میں ہم نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو یہ دوستانہ مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ اپنا عزم و روش نہیں بدلینگے۔ اور مسیحیت اور مسیحیوں کی نسبت اسی طرح زہر اگلتے رہینگے جس طرح کہ آپ کے بانی مبانی مرزا غلام احمد صاحب نے اگلا تھا تو نورافشاں مجبور ہوگا کہ وہ دنیا کے سامنے اسکا تصفیہ کردے کہ درحقیقت **دجال** کون ہے آیا مسیحی لوگ یا مسیحیت یا خود مرزا صاحب قادیانی اور انکی امت چنانچہ ہم نے عالیجناب مولوی سید ابوالحسن محمد محی الدین خاں صاحب بہادر جسٹس ہائی کورٹ سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن اور مترجم تلخیص الصحاح کو بطور گواہ کے پیش کیا تھا جنکا بیان ناظرین نورافشاں نے یقیناً بڑی دلچسپی سے پڑھا ہوگا۔ آج اسی ضمن میں ہم یہ ثابت کرینگے کہ مرزا صاحب کا قدم دنیائے اسلام میں آیا باعث نحوست و خسارت ثابت ہوا یا باعث خیر و برکت

اہلحدیث لکھتا ہے:۔

"آہ دنیا پھر تاریک ہوگئی۔ اور چودھویں صدی عیسوی کے دور جہالت نے پلٹا کھایا وہ نیک کردار جو مسلمانوں کے بڑے طرہ امتیاز تھیں ایک ایک کر کے رخصت ہوگئیں۔ ایمان و روحانیت کی روشنیاں ایک قصہ پارینہ بنگئیں۔ اعمال حسنہ اخلاق فاضلہ کی جگہ اعمال سیہ اور اخلاق ذمیمہ نے لیلی۔ افسوس ہے کہ آج ہماری زبان ایسے کلمات کے استعمال پر مجبور ہے۔ جنکا تصور کرنا بھی کبھی ہمارے دلوں کو ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ آج ہمارا قلم لکھنے پر مجبور ہے کہ ... یہ موجودہ

دورِ جہالت سے کم نہیں۔ اگر اسوقت سب سے بڑی جہالت اور تاریکی بت پرستی تھی لوگوں نے خدائے واحد کو چھوڑ کر لاتعداد معبود بنالئے تھے اور اُسکی جگہ انسانی ہاتھوں کی مصنوعات یعنی پتھروں کی مورتیوں نے لیلی تھی تو کیا یہ زمانہ اس سے کچھ کم ہے۔ جبکہ ہر طرف نفس پرستی چھائی ہوئی ہے۔ تمام مسلم ہستیاں عیش وعشرت میں مشغول ہو کر نفس امارہ کی اطاعت میں احکامات الٰہیہ سے روگرداں ہو گئی ہیں۔"

(اہلحدیث ۸ اجنوری ۱۹۲۹ء ص۳)

"الغرض ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا ایسا زبردست تسلط اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی کبھی نہیں ہوا تھا جیسا کہ اسوقت ہے اور نہ معصیت کی ایسی جابر و قاہر حکومت کبھی ہوئی تھی اور نہ انسان ایسا بدمست اور غافل و بے حس ہوا ہوگا جیسا کہ اب ہے۔ وہ کونسا انسان ہے جو دعوے کر سکے کہ میں عامل بالقرآن والحدیث ہوں۔ میں اُن کے اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہوں۔ شاید ہی کوئی ایسا فرد ہو جو اس ادعا کی جرأت کر سکے۔ ورنہ یہ ظاہر ہے کہ اکثر و بیشتر افراد محض نام ہی کے مسلم رہ گئے ہیں۔

(اہلحدیث ۸ اجنوری ۱۹۲۹ء ص۴)

"اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی حالات پر نظر کیجئے۔ بدی بداخلاقی۔ جھوٹ۔ فریب۔ مکروعیاری۔ دغابازی وہ کون سے جرائم ہیں۔ وہ کون سی برائیاں ہیں جو ہمارے روزمرہ کے مشاغل نہ سمجھے جاتے ہوں۔ حریت۔ آزادی۔ علم۔ تہذیب اور انصاف وہ کون سی نیکیاں ہیں جو عنقا نہ ہو گئی ہوں نہ معاد کی فکر ہے نہ عقبیٰ کا خیال نہ قیامت پر ایمان ہے۔ نہ ترقی کے آثار ہیں نہ تہذیب کی نشانی"

(اہلحدیث ۸ اجنوری ۱۹۲۹ء ص۴)

"دہلی کی مسلم کانفرنس میں مولانا محمد علی نے جو تقریر کی اس میں انہوں نے ٹرکی میں اسلام کی حالت کا آنکھوں دیکھا نقشہ ذیل کے الفاظ میں پیش کیا۔

"اگر عالم اسلام کی حالت بیان کروں تو نہرو رپورٹ کو آپ بھول جائینگے۔ ٹرکی کی حالت عجیب ہے۔ وہاں بڑی مسجد میں نماز مغرب پڑھنے نمازی صرف پانچ تھے۔

جب امام مسجد کو پتہ لگا کہ مولانا محمد علی مسجد میں تشریف لائے ہیں تو مولانا نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس نے چپکے سے کہا کہ یہاں قرآن نہیں پڑھنے دیتے"

(پرکاش ۱۳ اجنوری ۱۹۲۹ء ص۶)

(باقی آئندہ)

خاص مضامین

کتاب ہستی

(۶)

پہلی فصل

"پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوتے اور زمین اور دنیا کو تو نے بنایا۔ ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے"

عالم وید انی پیدائش وابتداء سے پیشتر کیا تھا؟ اُسکی کیا حالت تھی؟ اسباب عالم وید انی موجود تھے یا معدوم تھے انہیں سوالات کا اکمل واتم جواب عنوان کے کلام میں دیا گیا ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ عالم کی ابتداء اور پیدائش و آفرینش سے قبل زمانہ ازلیت ہے جو قید خیال انسانی سے باہر ہے۔ اس زمانہ میں اگرچہ عالم وید انی اور اس کے اسباب معلومہ کی ہستی اور عدم ہستی برابر تھی۔ مگر اس زمانہ میں ازلی وابدی خدا کی ہستی اور عدم ہستی برابر نہ تھی۔ مگر اس زمانہ میں ازلی وابدی خدا کی ہستی موجود تھی۔ یہ ہستی غیر شخص خدا کی نہ تھی بلکہ متشخص خدا کی تھی جو اپنی ذات و شخصیت وصفات کے ساتھ زندہ اور قائم بالذات تھا۔ بعد کے زمانوں میں اسی نے عوالم بنائے۔ یہ تو بائبل مقدس کی تعلیم کا خلاصہ ہے جسکی حقانیت کا کسی خدا پرست کو انکار نہیں ہوسکتا ہے۔

مگر عقل انسانی اس مختصر بیان پر اکتفا نہیں کرتی وہ قبل از پیدائش عالم اسباب عالم کی بابت سوال پر سوال کرتی رہتی ہے۔ مثلاً دریافت کیا جاتا ہے کہ قبل از پیدائش عالم عوالم وید انی کا مادہ کہاں سے آیا؟ اگر خلا اور بسیط ناپید تھا تو اُسے کہاں رکھا گیا تھا؟ مادہ کی ابتدائی حالت کیا تھی؟ وہ ابتدائی حالت سے نکلکر کیونکر موجودہ صورت میں آیا تھا؟ یہ ایسے سوالات و استفسارات ہیں جنکا جواب دینا ہر ایک ملت و مذہب کا اور اُس کے ہر ایک معتقد کا فرض قول ہے۔ حرف ہم ہی ان سوالات کے جوابات کے ذمہ دار تصور نہیں ہو سکتے ہیں۔ البتہ ہم اس بات کا صفائی سے اعتراف کرتے ہیں کہ جیسے دیگر افراد انسانی سوالات مافوق کے جوابدہ ہیں۔ ویسے ہم بھی انسان ہونے کے اعتبار سے اُن کے جوابدہ ہیں۔ مگر مذکورہ بالا سوالات کے جوابات کی جملہ ذمہ داری سے ہم ہر اعتبار سے آزاد ہیں۔ مافوق سوالات ذہن انسانی اسوجہ سے پیدا کرتا رہا ہے کہ انسانی تعقل خالق عالم کو انہیں قیود و حدود میں مقید کرتا آیا ہے جن سے خود انسان اپنے آپ کو محدود و مسدود تصور کرتا رہا ہے مثلاً انسان نے فی زمانہ بغیر اسباب موجودہ کے اپنے آپ کو کسی چیز کے بنانے میں قادر نہیں پایا ہے۔ بغیر مٹی اور چرخ کی موجودگی کے اُس نے کسی کمہار کو گھڑا بناتے نہیں دیکھا ہے۔ نہ کسی ترکھان یا بڑھئی کو بغیر اوزار لکڑی کے میز یا کرسی بناتے ملاحظہ کیا ہے۔ پس جو عجز انسان نے اپنے آپ میں پایا وہی عجز اُس نے خالق عالم سے منسوب کرنے کی کوشش فرما کر سوالات مافوق کو جنم دیا ہے۔ ورنہ سوالات مندرجہ بالا پیدا ہی نہ ہو سکتے۔

اس سے پیشتر کہ سوالات مذکورہ کے جواب کی طرف رجوع کی جائے سب سے مناسب بات یہ ہے کہ ہم اُس عجز انسانی کی نسبت کو خالقِ عالم سے دور کرنے کی کوشش کریں جو ناقص تعقل انسانی نے خالق عالم سے منسوب کر رکھی ہے۔ اُسکے بعد دیگر امر کا فیصلہ کریں ہم بتلا دینا چاہتے ہیں کہ بائبل مقدس نے خالق عالم سے

عجز انسانی کی نسبت بالکلیہ اُڑا دی ہے۔ اُس نے قبل از پیدائش عالم خدا کی ہستی کے سوا اسوا کی ہستی کا ہرگز ذکر نہیں کیا ہے۔ پس جو اصحاب قبل از پیدائش عالم خدا کی ہستی کے سوا کسی معانی کے اسباب عالم کی ہستی ماننا چاہتے ہیں۔ وہ خالق عالم کو انہیں قیود وحدود میں مقید و مسدود کرتے ہیں جن سے انسان محدود و مسدود ہے۔ پس اگر خالق عالم کو مساوی انسان قرار دیا ہو تو ایسے خدا کے ہاتھ میں تخلیق عالم کے لئے اگر ازل اسا مادہ اور روحیں بھی دے دی جاتیں تو کروڑ ہا برس محنت و مشقت کرکے بھی عوالم حاضرہ کو بنانے والا ثابت نہیں ہوسکیگا۔ اور نہ اُسے بنا سکیگا۔ لہٰذا اگر انسان نے خالقِ عالم کے ہاتھوں سے عوالم کی ابتدا کرنا ہے تو لازماً قبل از پیدائش اسے جملہ نقائص انسانی سے بری ٹھہراکر اُسے قادر و توانا ان معانی میں تسلیم کرنا ہے جسکی مثال ناپید ہے۔

ہم اسباب کا انکار نہیں کرتے کہ قبل از پیدائش عالم خدا کے سوا اس چیز کا ذہن انسانی میں تصور پیدا ہوتا ہے جو عوالم خارجی کے عوارض کے رنگ میں رونما ہے جسے مادہ یا پرکرتی یا میٹر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ مادہ یا پرکرتی یا میٹر کیا چیز ہے جو ذہن انسانی سے خارج میں مختلف صورتوں اور شکلوں میں، مختلف رنگ و روپ میں، مختلف جسامتوں اور مقداروں میں رونما ہو تو ہم افسوس کے ساتھ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انسان اسی چیز کی بابت آج تک لاعلم ہے۔ وہ ہرگز نہیں بتلا سکتا کہ لفظ مادہ کا کیا مفہوم ہے؟ جب سے علم سائنس نے جنم لیا ہے۔ اُسوقت سے تا حال علمائے سائنس اسی حقیقت کی تلاش و جستجو میں مصروف کار ہیں۔ وہ مادہ نامی سربستہ راز حقیقت کو دریافت کرنے لگ رہے ہیں۔ وہ اسکی اُلجھنوں کو سلجھانے میں جو تن مصروف ہیں۔ وہ اسکی ایک گرہ کو کھولتے ہیں تو تو دوسری اس سے مشکل تر گرہ میں رونما ہوجاتی ہے دوسری گرہ کو وہ خیال کرتے ہیں تو اس سے بھی مشکل تر راز روبرو آجاتا ہے۔ قس علیٰ ہذا القیاس مگر انہیں اسقدر کوشش بلیغ کے بعد بھی وہ ایک نامعلوم ولافہم حقیقت ہی نظر آرہی ہے۔ پس جبکہ ذہن انسانی عالم ہستی کے زمانہ میں مادہ حقیقت کی تفہیم میں اسقدر عاجز و پریشان ہے تو زمانہ نیستی وفنا میں مادہ کی ہستی کو خود تلاش کرنے والا فہم انسانی کہاں سے لایا جائے۔ جو اسکی ہستی یا عدم ہستی کو خود سمجھ کر اوروں کو سمجھا سکے؟

پادری غلام مسیح

دیکھئے بقیہ خاص مضامین صفحہ ۱۱ پر

مراسلات

آغوش اسلام سے بہتر آغوش مسیحیت ہے

گزشتہ ہفتہ کے پیغام صلح میں اس عنوان کے ماتحت پھر آغوش اسلام میں۔ (پیغام صلح ۲۲ جنوری ۱۹۲۹ء) ایک مضمون شائع ہوا ہے کہ مسٹر فضل الٰہی ایک طویل عرصہ تک مسیحی رہ کر اور پھر کامل تحقیقات کے بعد ینابیع المسیحیت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگیا اور احمدیہ بلڈنگ میں مقیم ہیں اس مضمون کے پڑھنے سے صرف اس بات پر بڑے حد تعجب ہوا کہ آج بھی دنیا میں ایسے خر دماغ موجود ہیں جو کسی اور کتاب کے پڑھنے سے نہیں بلکہ ینابیع المسیحیت کے پڑھنے سے مسلمان ہوجاتے ہیں ہم ابھی تعجب ہی کر رہے تھے کہ مسٹر فضل الٰہی یعنے ایف۔ ای جیمس کا مکتوب مسٹر مولے خاں کی معرفت ہمارے پاس بغرض اندراج پہونچا۔ جسکو ہم بلفظہٖ ناظرین نورافشاں کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ اور آئندہ ہفتہ میں مرزائی پارٹی کی کارروائی کہ کس طرح وہ بندگان خدا کو گمراہ کرتے ہیں ملت انبام کرینگے۔ ایڈیٹر

"میں کیوں مسیحی ہوں"

اسلام نے مجھے مسیحی بنادیا اور گذشتہ گیارہ سال کے تجربہ نے میرے اس ایمان کو ہمیشہ مزید تقویت دی ہے کہ کوئی شخص جب تک وہ اسلام کا انکار نہ کرے مسیح کا منکر نہیں ہوسکتا۔ وہی لوگ جو اپنے اعمال وعقائد کے لحاظ سے اسلام کے شدید ترین دشمن ہیں مسیحیت کے مخالف ہیں

لاہوری احمدیوں کا گروہ مسیح کی مخالفت میں جب کمر کستا ہے تو اُسے پہلے اسلامی عقائد سے انکار کرنا پڑتا ہے ہو سب سے بڑا مسئلہ جس پر یہ لوگ آئے دن اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ مسیحیت کے بانی کی پیدائش بلا باپ ہے لیکن وہ اس پر جب اعتراض کرتے ہیں تو اسلام کی بجائے دہریت اور قرآن کی بجائے یورپی ملحدوں کی کتابوں کو پیش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی سزا خدا کی طرف سے یہی ہے کہ خود ان کے پیر و مرشد مرزا غلام احمد صاحب نے بھی انکو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

لاہوری احمدیوں نے ملحدوں اور دہریوں کے اقوال واعتراضات جمع کرکے ایک کتاب ینابیع المسیحیت لکھی ہے جسے میں نے پڑھا اور معلوم کیا کہ ان کے نزدیک مسیح ایک فرضی شخصیت ہے۔ اور اگر وہ مسیح کی شخصیت کو مانتے ہیں تو اُسکی پیدائش خرق العادت نہیں مانتے۔ اس کے ثبوت میں وہ نہ تو قرآن پیش کرتے ہیں نہ حدیث بلکہ یورپی بے دینوں اور دہریوں کے اقوال وعقائد کو پیش کرتے ہیں۔

بایں حالات اب مجھے یہ یقین ہوگیا ہے کہ یہ گروہ نہ تو قرآن کو مانتا ہے نہ حدیث کو۔ بلکہ ان کی نسبت وہ یورپی دہریوں۔ ملحدوں اور نیچریوں کی کتابوں کو مقدم رکھتا ہے اور انہی کا ہم عقیدہ اور ہم خیال ہوتا ہے میرے دل میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ

سوال۔ کیا لاہوری احمدیوں کا گروہ مسلمانوں کا گروہ ہے؟

جواب۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ دائرہ اسلام سے خارج گروہ ہے۔ اور یورپی ملحدوں نیچریوں کا ہم عقیدہ ضرور بھولے بھالے مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کے لئے اپنے آپ کو گروہ اسلام بتلاتا ہے۔ اور ان عقاید اور تحریرات سے صاف دہریت اور نیچریت عیاں ہے۔

اب رہا یہ کہ کیا مسلمان ہونے کے لئے مسیح کی معجزانہ پیدائش پر اعتقاد رکھنا لازم ہے یا نہیں۔ ان کے پنجابی پیر و مرشد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے عقیدہ

اور فتوے کو پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں

"(۱) ہمارے اعتقادوں میں سے یہ بھی ہے کہ عیسیٰ و یحییٰ خرق العادت طور پر پیدا ہوئے"

"(۲) پہلا کام جو اللہ نے اس ارادہ کے لئے کیا وہ یہ ہے کہ عیسیٰ کو بغیر باپ کے اپنی کمال قدرت سے پیدا کیا"

"(۳) جو لوگ اُسکی بے باپ پیدایش سے انکار کرتے ہیں اُنہوں نے اللہ کی قدر کو جیسا کہ اس کا حق ہے نہیں جانا" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)

"(۴) ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ تھے اور اللہ کو سب طاقتیں ہیں نیچری جو یہ دعوے کرتا ہے کہ اُن کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہے۔ ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کرسکتا ہم ایسے آدمیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں"

(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)

نوٹ:۔ یہ فتوےٰ ہے اُن کے حق میں جو مسیح کی بن باپ کے پیدائش کے منکر ہیں یعنی لاہوری احمدیوں کا گروہ جنکی طرف سے ینابیع المسیحیت کی ایسی کتابیں شایع ہوئی ہیں۔

ناظرین خیال کیجئے کہ جو گروہ اپنے آپ کو اسلام کا حامی کہے مگر اپنے افعال تحریرات سے اسلام کا مخالف ظاہر کرے۔ کیا وہ اسلام کا حامی ہوگا یا بیخ کن؟ یہ سچ ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان نہیں جب تک کہ وہ مسیح کی بے پدر پیدائش کو نہ مانے۔ میرا ایمان ہے کہ خداوند یسوع مسیح کنواری مریم سے پیدا ہوا۔ بے گناہ رہا۔ میرے اور تمام جہان کے گناہوں کی خاطر مصلوب ہوا۔ مر گیا۔ جی اُٹھا اور زندہ آسمان پر چڑھ گیا اور پھر دوبارہ واپس آنے والا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اُسکی دوبارہ آمد سے پہلے کئی دجال اور کئی دجال گروہ اُٹھینگے مگر مسیح ابد تک غالب رہیگا۔ اے ہمارے خداوند یسوع مسیح۔ ہماری نجات کی چٹان۔ ہمارے منجی۔ ہماری امید آ۔ سب مسیحی کہیں آ۔

راقم خاکسار ایف۔ ای جیمس۔

اسلام پر ہمارے احسان

از قلم مسٹر موسےٰ خان

گذشتہ سے پیوستہ

معجز کار کون ہے؟

ہاں اس صورت میں ایک خوش اعتقاد مسلمان حضرت عثمان کی حمایت میں یہ کہہ سکتا ہے کہ لوگوں کو اس گمراہی سے جو قرآن کے "مختلف صحیفوں اور مصحفوں" میں رواج پاچکے تھے بچانے کا سوائے اسکے اور کوئی بہتر ذریعہ نہ تھا کہ ان سب کو جلوا کر ہمیشہ کے لئے نابود کردیا جائے۔ ہم اس پر یہ اعتراض کرینگے کہ اس صورت میں قرآن کا خدا کہاں تھا؟ اُس نے کیوں اپنے کلام کی حفاظت نہ کی۔ اگر حفاظت قرآنی معجزہ ہو تو معجز کار حضرت عثمان ہونگے نہ کہ خدا۔ حضرت عثمان فخریہ کہینگے کہ

اعجاز جانفزا ہی ہے ہمارے کلام کو
زندہ کیا ہے ہم نے تو اللہ کے نام کو

لہٰذا اطمینان سے بیٹھا رہا اور لوگ اس کے کلام کو بگاڑتے رہے اور آخر خدا کے بیمار کا علاج کرنے کے لئے عثمان سے حکیم حاذق کو آنا پڑا۔ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی یہ مان لو کہ حضرت عثمان نے قرآن کے "اختلاف قرأت اور اختلاف معنی کا فوراً سدباب کردیا" تو ہمارا دعوے ثابت ہوگیا کہ خدا کا کلام (قرآن) ایک بار تو محرف و مبدل ہوچکا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ "تین سو سال تک عیسائیت اپنی اصلی حالت پر رہی۔" مگر اسلام کی فوقیت و افضلیت کا ثبوت یہ ہے کہ آسمان سے نازل ہوتے ہی خدا کا کلام اپنی اصلی حالت کھو بیٹھا ہے

ہر اک نہفتہ نہیں باغ میں۔ اے گُل مت پھول
رنگ بدلے ہے زمانہ کہ بُرا تیرے دن

(۳) طعام الیتیم

افسوس ہے کہ ہم حافظوں کو چھوڑ کر اتنی دور نکل گئے۔ اب ذرا سن لو کہ حضرت عثمان کے جمع کردہ قرآن کا دار و مدار جن حافظوں کی زبانی یاد پر تھا۔ ان کے حافظہ کی حالت کیا تھی۔

"تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ ایک شخص سے باوجود کوشش طعام الاثیم کی بجائے طعام الیتیم نکلتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ اچھا **طعام الفاجر** پڑھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اقوام کے مبتدیوں کو قرآن سے مانوس کرنے کے لئے ابن مسعود نے **کس حد تک آسانی روا رکھی تھی**۔ اسی طرح آپ نے ایک مرتبہ کالعهن المنفوش کے عوض کالصوف المنفوش پڑھایا۔ اس قسم کے تفسیری الفاظ اکثر آپ سے منقول ہیں۔ لیکن اس قسم کی اجازتیں اختلاف کا پیش خیمہ تھیں۔ اس لئے حضرت عثمان کے عہد میں فوراً سدباب کیا گیا"

(حاشیہ صفحہ ۲۱)

مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن کے ایک ایک نقطہ کی حفاظت کی گئی۔ مگر واقعات شاہد کہ "اثیم" کی جگہ ایک کے منہ سے "یتیم" نکلتا ہے۔ اُستاد صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں کو جانے دو تم "فاجر" پڑھا کرو اور "عهن" کی بجائے "صوف" ہی کہہ دیا کرو۔ اب زیادہ سے زیادہ ایک مسلمان یہی کہہ سکتا ہے کہ یہ مبادلہ مترادف المعنی الفاظ کا ہے۔ مگر ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا لوح محفوظ میں بھی اسی طرح تبدیل ہوجایا کرتی تھی یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو یقیناً یہ قرآن بلحاظ الفاظ لوح محفوظ کے قرآن سے مختلف تھا۔ پھر عهن اور صوف میں بھی تو امتیاز ہے۔ کیوں خدا نے اپنے آسمانی مکتوب کے الفاظ و معانی کی حفاظت زمین پر نہ کی؟ "ابن مسعود کی یہ اجازتیں جو اختلاف کا پیش خیمہ تھیں"۔ کیا اختلاف کا ثبوت نہیں؟ جب قرآن کی عبارت میں اختلاف ہوگیا تو حفاظت قرآنی کے بے نظیر سامان کیا معنی رکھتی ہیں؟

مسلمانو ذرا سوچو تو اپنی بھی خبر کچھ ہے
حریفوں کی تحدی باعثِ سوزِ جگر کچھ ہے

۸۔ کیا وجہ کیا باعث

اب اس جگہ پہنچکر خواہ مخواہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کی حفاظت کی جانب سے کیوں اسقدر بے پروائی اور انتہائی غفلت سے کام لیا؟

نظر کے سامنے نیلا سا آسماں کیوں ہو
جو دل جلے نہ کسی کا تو پھر دھواں کیوں ہو

بات دراصل یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان اپنی حکومت و سیاست کے اثر سے کام لیکر لوگوں کو قرآن یاد کرنے پر مجبور نہ کر دیتے تو یہ حافظ کہاں ہوتے؟ اور جب حافظ نہ ہوتے تو قرآن کن کے سینوں سے جمع کیا جاتا؟ کہتے تو ہیں کہ لا اکراہ فی الدین۔ یعنی دین میں کسی قسم کا جبر نہیں۔ مگر حضرت ابوبکر نے بزور شمشیر قرآن پڑھنے پر لوگوں کو مجبور کیا۔ چنانچہ

"حضرت ابوبکر نے قرآن مجید کو ایک ہی جلد میں نقل کرا کے خزانہ میں رکھ لیا۔ مگر اسکی نقلیں شائع نہیں کی تھیں۔ صرف زبانی قرأت اور حفظ پر اکتفا کیا گیا۔ حضرت عمر نے بھی اسی طریقہ کو خاص اہتمام سے جاری رکھا۔ اور اپنے عہدِ خلافت میں قاریوں اور معلموں کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور ایک شخص ابوسفیان کو چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں گشت لگا کر ایک ایک شخص کا امتحان لے۔ اور جسکو قرآن مجید کی کوئی آیت یاد نہ ہو اُسکو سزا دے۔ خانہ بدوش بدوؤں میں بھی **جبری** تعلیم جاری کرا دی۔ (الفاروق)"

جب لاٹھی اور شمشیر کے زور سے قرآن زبانی حفظ کرانے کا انتظام کیا اور جو یاد نہ کرتا اُسے سزا دی جاتی تھی۔ تو نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا کہ آتیم کے بدلے تیم اور عہن کے عوض صوف ہی نکلتا ہے۔ آج بھی سکولوں میں جا کر دیکھو تو تعلیم سے بیزار بچوں کی حالت ایسی ہی ہے۔

(۹) خدا اور حافظہ

حفاظ قرآن کا یہ حال تھا کہ وہ اکثر بھول جاتے تھے چنانچہ انکی کمزوریٔ حافظہ کی رعایت خدا نے بھی ملحوظ رکھی۔ چنانچہ قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی کہ "مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ یعنی ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی دوسری آیت نازل کر دیتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔" (قرآن)

ہم پوچھتے ہیں کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا تھا؟ کیا اس پر بھی ہر روز ربڑ ہی گھسا رہتا تھا؟ اگر لوح محفوظ میں کوئی آیت لکھی ہوئی ہے تو اسکی نقل کی صورت ایک ہی ہوگی۔ اس لحاظ سے تو قرآن کی صحت نہ صرف دنیا میں بلکہ عرش پر بھی قائم نہیں رہتی۔ اور اس پر یہ دعوے کہ یہ قرآن وہی ہے جو آنحضرت پر نازل ہوا

(۱۰) ہمارے دم سے

اہل اسلام کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ نہ تو اُن کے اپنے حروف تہجی ہیں اور نہ اپنی کتابت ہے۔ زبور ۱۱۹ سے حروف ہجا لیکر مسیحیوں نے مسلمانوں کو لکھنا سکھایا تو جان لو کہ قرآن جس کسی بھی صورت میں آج موجود ہے کسی آسمانی سامانِ حفاظت کے سبب سے نہیں مگر محض ہمارے دم سے زندہ ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کو ا ب سے لیکر حروف نہ دیتے اور خود مسلمان لکھنا نہ سیکھتے تو حافظوں کے سینوں میں مدت کا "کالعہن المنفوش" ہو گیا ہوتا۔ پس مسلمانوں کو مسیحیوں کے اس احسان کا دل وجان سے شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور اس کے بعد ہمارا قرآن کو پڑھکر معلوم کرنا چاہیے کہ خود قرآن کے مطالب ومضامین کہاں سے لئے گئے ہیں۔ کیا وہ بائبل سے ماخوذ ہیں یا نہیں۔ بتلاؤ اتنے بڑے احسانوں کو تم کس طرح جھٹلا سکو گے۔ اسی لئے خدائے اسلام نے تاکید کی ہے کہ مسلمانوں کے سب سے زیادہ دوست وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ (مسیحی) ہیں

خط وکتابت کرتے وقت اخبار کے اوپر جو چٹ لگی ہوتی ہے اُسکا نمبر ضرور لکھیں۔

مسیحی خبریں

سہارنپور کنونشن

۶ - ۱۱ مارچ

امسال سہارنپور کنونشن ماہ اپریل کی بجائے ماہ مارچ میں ہوگی چونکہ ان دنوں میں سکول کی تعطیلیں ہیں اسلئے کہ سب لوگ جو مدارس اور سرکاری محکموں میں کام کرتے ہیں آسانی سے آسکینگے۔

پاسبان و دیگر صاحبان سے جو اس کنونشن کی حدود میں ہیں التماس کہ وہ دعا کریں تاکہ یہ کنونشن امسال بڑی برکت کا باعث ہو۔

نوٹ۔ جو صاحبان مالی امداد دینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی رقم پادری ٹی۔ ای۔ رڈل صاحب کھرڑ ضلع انبالہ کے پاس بھیجدیں۔ امداد خواہ کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ نہایت شکر گزاری کے ساتھ قبول کی جائیگی۔

فضل الدین سکریٹری سہارنپور کنونشن

امرتسر کنونشن

از ۱۲ تا ۲۱ جنوری ۱۹۲۹ء

امسال عین سال رواں کے آغاز میں امرتسر میں ایک کنونشن کا اہتمام کیا گیا جو اس غرض ومقصد سے ہوئی کہ ہم مالک خدا کے منتظر ہوں کہ وہ ہم سے کیا خدمت اس سال کے لئے طلب کرتا ہے۔ اسکی افتتاحی میٹنگ بصدارت پادری جے۔ ایس۔ وگیڈل مشنری انچارج پشاور۔ ۱۲ جنوری کو ۴½ بجے گرجہ میں ہوئی۔ شرکا کافی اچھی تعداد میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اس میں فرمایا کہ ہم خدا کے ساتھ شراکت اور رفاقت رکھنے کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں کہ وہ فرداً فرداً ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اور عین اس سال کے شروع میں یہ موقع بہت اچھا ہے کہ ہم خدا کے منتظر رہیں کہ وہ ہم سے

سکیا جاتا ہے۔

اتوار کو صبح ۱/۲ ۸ بجے پاک عشاء ربانی کی رسم پادری قاضی خیراللہ۔ پادری امی جواہر مسیح۔ پادری جے۔ ایف۔ سی اور پادری جے۔ ایس۔ وگیڈیل صاحبان نے ادا کی ایسی سردی کے موقع پر اچھی خاصی تعداد اس پاک عشاء میں شامل ہوئی۔

صبح ۱۱ بجے عام عبادت ہوئی اور پادری جے۔ ایس وگیڈیل صاحب نے وعظ فرمایا۔ آپ نے اپنے مضمون کو بہت اعلےٰ پیرایہ میں ادا کیا۔ اور نیز ۱/۲ ۴ بجے قاضی صاحب نے اسی آیت پر وعظ فرما کر اسکو دیگر پہلو سے ادا کیا۔ آپ نے بھی نہایت مفید سابق اخذ کئے۔

ہفتہ بھر ۱/۲ ۸ بجے ۱۱ بجے اور ۱/۲ ۴ بجے عبادتیں ہوئیں شکر ہے کہ اچھی تعداد میں شرکا شامل ہوئے۔

مختلف علاقجات سے مناد صاحبان آئے ہوئے تھے اور ۱۱ بجے خاص طور پر انکو لکچر دیئے جاتے تھے۔ اس میں قاضی خیراللہ صاحب نے نہایت مفید درس دیئے۔

۱/۲ ۴ بجے کی عبادت میں یہاں کی نوجوانوں کی کوائر نے غزلیں گا کر عبادت کو زیادہ پُر تاثیر بنا دیا۔ خاصکر ارنسٹ ٹھاکر داس نے اپنی خوش اور شیریں آواز سے ہارمونیم بجا کر غزلیں گائیں۔ اور اُسکے ہم جنس دیگر نوجوانوں نے اُسکا ساتھ برابر دیا۔ شاباش۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرحبا!

منادوں کے کھانے کا اہتمام مسٹر بینی داس اور مسٹر سندرداس نے بڑی خوبی کے ساتھ کیا۔ اور نیز بعض مسیحیوں نے چار پائیاں عطا فرما کر ہمیں ممنون کیا۔

منگل اور جمعرات کے روز ۱/۲ ۷ بجے شام انگریز اہال میں انگریزی زبان میں اجلاس ہوا۔ اس میں پادری جے۔ ایس وگیڈیل صاحب نے مفید لکچر دیئے۔ تعداد حاضرین کافی تھی گو سردی کا موسم تھا۔ مگر انگیٹھیں جلنے کے باعث سردی معلوم نہ ہوئی۔ اس کے لئے ہم مس کاکس صاحبہ کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے یہاں ہم کو دعوت دی۔

۱۹ جنوری کو پادری جے۔ ایس وگیڈیل صاحب اور پادری سنی صاحب کی طرف سے ایک پکنک پارٹی ہوئی جسکا اہتمام مسٹر مسیح داس اور مسٹر ایل مسیح داس نے نہایت خوبی کے ساتھ کیا اور اسقدر افراط سے اشیاء دیں کہ سب کا منہ سے بس بس کرنے لگے۔ پادری امی جواہر مسیح صاحب نے گراموفون کے ذریعہ سب حاضرین کو محظوظ کیا۔ ہم مسٹر پی۔ ڈی بھنوٹ ہیڈ ماسٹر صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس موقع کے لئے اپنا گراموفون عطا فرمایا۔ تھینکیو۔ مسٹر بھنوٹ صاحب۔

یہ کنونشن اتوار کو ختم ہوئی اور سب باہر سے آئے ہوئے مناد اور لکچرار صاحبان سوموار کو واپس ہوئے۔ ہماری پاسٹریٹ کمیٹی نے ایک اتوار کا چندہ بطور شکر گذاری کے اس کنونشن کے اخراجات کے لئے عطا فرمایا۔ جو اچھا چندہ تھا۔

آخر میں ہم پادری سنی صاحب مشنری انچارج کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس نحیف کو اٹھا کر ہم کو روحانی خوراک دی۔ عورتوں میں بھی چند اجلاس ہوئے۔ لیکن چونکہ عورتوں کے کام عموماً پردہ میں ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بہت علم نہ ہوا کہ وہاں کیا ہوا۔ والسلام۔

یکے از حاضرین کنونشن

جے۔ ایس۔ بیڈی

مسیحی مسلم برادرہڈ

اخوت اندراسیہ (اندریاسیہ ایڈیٹر)

۱۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کو برادر خواجہ غلام احمد صاحب جہلم تشریف لائے اور وجہ آمد یہ بتلائی کہ مسیحی مسلم برادرہڈ یعنی اخوت اندراسیہ کے قائم ہونے کی خبر دینے آیا ہوں جا بیکہ غیر تمتہ مسیحی برادر اس میں حصہ دار ہوں۔ میں یہ سنکر ہنس پڑا۔ خواجہ صاحب فرمانے لگے کہ آپ کیوں ہنسے۔ میں نے عرض کی کہ اندراسی پرانی گھنگی کو کہتے ہیں۔ پس گویا آپ برادر اندراسیہ یعنے بوسیدہ گھنگھ شدہ برادری کی جڑ میں پانی دینے آئے ہیں۔ چہ خوش۔

خواجہ صاحب نے فرمایا یہ مطلب نہیں۔ اخوت اندراسیہ کی غرض مسلمانوں میں انجیل کی بشارت دینے والی سوسائٹی قائم کرنا ہے۔

اس غرض نے مجھے حیرت میں ڈال دیا اور بدل شاد کہا۔ یا آلہی این خواب است یا بیداری۔ یہ مقولہ کسی ایرس اسید جتا کا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے اپنے اسیر ہا بونکی رہائی کے موقع پر ۱۲۶ زبور گایا۔ خداوند جب وقت صیہون کی اسیروں کو پھر لایا اُس وقت ہم اُنکی مانند تھے۔ جو خواب دیکھتے ہیں۔ تب ہمارے منہ ہنسی سے بھر گئے اور ہماری زبان گانے سے۔ تب غیر قوموں کے درمیان یہ چرچا تھا کہ خداوند نے اُن سے بڑے سلوک کئے۔ ہم خوش ہیں

واہ وہ بھی ایک وقت تھا جب میں چند ایک مردان خدا مشنریوں نے خدا اُن کا بھلا کرے بڑی جانفشانی سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں کام کیا اور تھوڑے سے عیبد عالم اور دو یادان ہندو مسلمان مسیحیت میں مشرف ہوئے۔ اور ان علما کی کوشش سے اسلام اور مسیحیت کی تعلیم سے مسلمان اور ہندو اور مشنری ہر قوم کا عیسائی خبردار ہوا۔ اس بات کی گواہ اُن کی تصنیف شدہ کتب موجود ہیں۔ لیکن اب تو ہندو مسلمانوں میں بشارت کا کام الا اللہ الا اللہ خیر سلا تمت تمام شُد۔

ہم اسکو ایک عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ مسیحیت کے حامی موجودہ مسلم مسیحیوں کی شمولیت مسیحی جماعت میں کافی سمجھتے ہیں اور آئندہ مسلمان قوم کے لئے یہی ٹھانی ہے کہ گاہ بگاہ عبادت گاہوں میں اور بڑے بڑے اجلاسوں میں اُنکو اپنی دل سوز دعاؤں اور پُر جوش تقریروں میں اُنکو بشارت دینے کی ضرورت اور اُن کے لئے دردمند دل کی خواہش کا اظہار کر دیا کریں۔ پر اُن میں بشارت کا کام سکولوں اور کالجوں میں بائبل ٹیچر انجام دیں اور بس۔ اسکے علاوہ اگر کچھ کیا جاتا ہے تو وہ مشنری موسم سرما کا دورہ ہے۔ اور اس دورہ پر یہ مثل ٹھیک صادق آتی ہے۔ یک انار صد بیمار۔ اگرچہ مشنری جاڑے بھر میں بڑی محنت سے کام کرتے ہیں دن میں آٹھ آٹھ گاؤں میں منادی کرتے ہیں پھر بھی کئی جگہ جا ہی نہیں سکتے اور عیسائی بھی اُن کے گلے کا ہار بنے رہتے ہیں۔

اور اگر کچھ کیا جاتا ہے تو ول آنبار تقریروں اور تحریروں سے اسماعیلی اور اضحاقی رشتہ کو توڑ پھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور اگر تم غور سے دیکھیں تو موجودہ وقت میں مشنری پاسٹر مسلمانوں میں بشارت کا کام کرنے میں لاچار ہیں۔

کیونکہ شہروں اور گاؤں میں کثرت سے عیسائی ہیں۔ یہ اُن کے ذمہ وار ہیں۔ اُن کی تعلیم اور حفاظت اور تربیت میں اُن کا سارا وقت خرچ ہو جاتا ہے۔ ان بیچاروں کو موقعہ ہی نہیں ملتا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں بشارت کا کام کر سکیں۔

دیکھئے۔ ایک ولائتی مشن اور این ایم۔ ایس اور یو۔ پی سو مشن گو اپنی اپنی جگہ میں بڑے پیمانہ پہ کام کر رہی ہیں۔ لیکن اُن کا وقت عیسائیوں ہی میں کام کرنے میں بس نہیں ہے۔

پس ایسی لاچاری میں اگر کوئی کہہ دے کہ جتنے ہندو مسلمانوں میں عیسائی ہو چکے ہیں وہی کافی ہیں۔ اب اور کی ضرورت نہیں۔ کیا یہ گنہگار روا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے بجائے خداوند کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ لوقا ۱۰: ۲ کیا جائے وہ مزدور مسلم برادری ہی ثابت ہوں۔ لا کلام مسلمانوں میں بشارت دینے والی مزدور گروہ اخوت اللہ اسیہ ہی ہوگی۔ مقابل کرو رومیوں ۹: ۱-۵ و ۱۰: ۱-۳۔

راقم۔ جمیل الدین پاسٹر یو۔ پی چرچ جہلم

انتقال پُر ملال

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مسٹر فضل جمیل الدین کی اہلیہ محترمہ جو نجم الدین برادران کی ہمشیرہ تھیں چند مہینے بیمار رہ کر گذشتہ سنیچر یعنی ۲۰ جنوری ۱۹۲۹ء کی صبح کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئیں۔ خدا آپ کے تمام متعلقین کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

نیز گذشتہ ہفتہ میں عالیجناب ڈاکٹر ناصر صاحب کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ آپ بہت ہی ہونہار اور لائق نوجوان تھے۔ خدا آپ کے تمام متعلقین اور احباب کو صبر عنایت فرمائے۔

۲۳ جنوری ۱۹۲۹ء کو دوپہر کے وقت مسز ہیروز صاحبہ فیروز پور کے مشنری کا پادری ہے۔ وہ پادری ہیروز کی اہلیہ تھیں اور تکلیف دہ بیماری سے ہمیشہ کے لئے رہائی حاصل کر کے ابدی آرام اور خوشی میں اپنے خداوند کے پاس رہنے کے لئے چلی گئی ہیں۔

۲۴ جنوری کو دوپہر تک اے۔ پی مشن کے قریباً کل مشنری صاحبان اور چند ہندوستانی خادم الدین جو قصور موگا اور جہلم سے تشریف لائے تھے معہ شہر اور چھاؤنی کی مسیحی جماعت کے جنازے کی نماز میں شامل ہونے کے لئے پادری ہیروز صاحب کی کوٹھی کے سامنے کے میدان میں جمع ہو گئے۔ نماز کے شروع ہونے سے پہلے مرحومہ کا کفن جس پر بجائے سیاہ کے سفید کپڑا اوڑھا ہوا تھا باہر لا کر رکھ دیا گیا تھا۔ کہ نماز کے بعد قبرستان کو دفن کے واسطے لے جانے سے پیشتر ہر ایک کو مرحومہ کا چہرہ دیکھنے کا موقعہ مل سکے۔ بجائے سیاہ کے کفن پر سفید کپڑا مرحومہ کی خواہش اور دلی خوشی اور اطمینان کے اظہار میں اوڑھا گیا تھا۔

مختلف خبریں

امید کی شعاعیں

امیر امان اللہ خاں نے ملک کی عنانِ اقتدار سنبھالنے کا شاہی اعلان کیا

اور

ملتِ افغانیہ کی عقیدت مندانہ درخواستوں کو منظور کیا

بمبئی ۲۸ جنوری۔ افغان قونصل جنرل متعینہ بمبئی نے حسب ذیل سرکاری اعلان شائع کیا ہے۔

افغان شاہی قونصل جنرل بمبئی کو اعلیحضرت شہریار غازی شاہ امان اللہ خاں نے ایک شاہی اعلان ارسال فرمایا ہے جس میں لکھا ہے قندھار۔ فراہ۔ ہرات۔ مزار شریف۔ میانہ اور قطغان کے علاقوں کی عقیدت مندانہ درخواستوں اور استدعاؤں کی وجہ سے۔ نیز قوم کے عزت و وقار کا پاس رکھتے ہوئے اعلیحضرت شاہ امان اللہ خاں نے مملکت افغانستان کی عنانِ حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لینا منظور فرما لیا ہے۔ ان تمام علاقوں میں ایک عظیم قوم پرستانہ سرگرمیاں شروع ہو گئی ہیں جنکا صدر مقام قندھار قرار دیا گیا ہے۔ لوگر، وادر جنوبی افغانستان میں قوم ہزارہ قبائل مہمند قبیلہ وردک اور دیگر قبائل شاہ امان اللہ خاں کے ساتھ غیر منقطع وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں۔

امیر امان اللہ خاں نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لے لی

وزیر خارجیہ قندھار کا اعلان

نئی دہلی ۲۸ جنوری۔ افغانی نمائندگان کو سردار غلام صادق خاں وزیر خارجیہ قندھار سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ مظہر ہیں کہ اعلیحضرت غازی امان اللہ جو اپنے ملک و ملت کے مفاد و بہبود کی خاطر اپنے برادر کلاں سردار عنایت اللہ خاں کے حق میں تخت کابل سے دست بردار ہو گئے تھے۔ باشندگان قندھار۔ فراہ۔ ہرات مزار شریف۔ میانہ۔ قطغان۔ بدخشاں اور غزنی کی درخواست اور سردار عنایت اللہ خاں کے کابل میں برسر اقتدار رہنے سے قاصر رہنے پر پھر سریر آرائی و بادشاہت قبول فرمائی ہے۔ افغانستان کے تمام مرکزی مقامات پر زبردست قوم پرستانہ تیاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔ ہزارہ۔ مہمند۔ جنوبی۔ وردک۔ جنوبی قسمت۔ لوگر۔ وادر اور غزنی کے باشندوں نے اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خاں کے سامنے سر عقیدت و اطاعت جھکا دیا ہے۔

غیر ملکی سفراء کے نام پیام

سردار غلام صادق خاں وزیر خارجیہ قندھار نے افغانستان کے جملہ سفرائے خارجہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ قندھار سے نامہ و پیام کریں۔

جمعہ کے دن امیر امان اللہ خاں کے نام خطبہ پڑھا گیا

قندھاریوں نے امیر صاحب کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا

کوئٹہ ۲۸ جنوری۔ قندھار سے آنے والے مسافروں کا بیان ہے کہ ۲۴ جنوری کو قندھاریوں نے سردار عنایت اللہ خاں اور بچہ سقہ کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خاں کو ترجیح دیتے ہوئے ان ہی کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا ہے۔ اور قندھار میں جمعہ کے روز اعلیٰ حضرت شہریار غازی امان اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

درہ جگہ تک پر سردار علی احمد جان کا قبضہ

جلال آباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سردار علی احمد جان نے خوگیانوں کی مدد سے درہ جگہ تک پر قبضہ کر لیا ہے یہ درہ کابل اور جلال آباد کے مابین واقع ہے۔

افغانستان کے ہندو اعلیحضرت کے وفادار ہیں

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دو چار دن ہوئے قندھار کے تمام ہندوؤں کا ایک وفد غازی امان اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی طرف سے ہر قسم کی مالی اور جانی امداد کا یقین دلایا اور دعائیں کیں کہ خدا آپ کو جلد کابل کے تخت پر بٹھائے امان اللہ خاں نے ہندوؤں کا شکریہ ادا کیا۔

ہندوؤں کا عظیم الشان ہون یگیہ

ایک خبر یہ ہے کہ امان اللہ خاں سے ملاقات کے بعد ہندوؤں نے ۵۰ ہزار روپیہ جمع کیا۔ اور ایک عظیم الشان یگیہ رچایا۔ جس میں خود امان اللہ بھی شریک ہوئے۔ اس یگیہ میں دعائیں کی گئیں کہ امان اللہ خاں جیسے آزاد بادشاہ کو جس نے افغانستان کے ہندوؤں کے تمام پابندیاں دور کر دی تھیں۔ کامیابی بخشے۔

تمام غیر ملکی اشخاص کابل سے نکل آئینگے

پشاور ۲۸ جنوری۔ کابل سے غیر ملکیوں کے تخلیہ کے لئے مزید تیاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔ ابھی کابل میں بہت سے پیشہ ور اور سوداگر لوگ موجود ہیں۔ اور اب جو کابل سے ان کے لانے لیجانے کا کام شروع ہوگا۔ تو کئی روز تک جاری رہیگا معلوم ہوا ہے کہ غیر ملکی سفارت خانے بھی کابل سے نکل آئینگے۔ اور جب تک تمام افغانستان میں امن و امان قائم نہ ہو جائیگا۔ اسوقت تک وہ کابل واپس نہ جائینگے۔

قندھار میں اعلیحضرت امیر صاحب کی سرگرمیاں

انقلاب کا نامہ نگار خصوصی کوئٹہ سے رقمطراز ہے کہ قندھار اور چمن سے آئے تازہ واردوں کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ اعلیحضرت شاہ امان اللہ خاں غازی نے پچھلے دنوں متعدد دربار منعقد کئے جن میں اعلیحضرت نے بڑی پرجوش تقریریں کیں۔ قندھار آجکل افغانوں کی قومی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور بڑی چہل پہل رہتی ہے۔ قندھار سے دو میل کے فاصلہ پر لشکریوں کی ایک نئی چھاؤنی پڑ گئی ہے۔ ترقی کی جاتی ہے کہ چند روز کے اندر اندر اعلیحضرت کے قشون قاہرہ کابل پر چڑھائی کر دینگے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز اعلیحضرت اپنے عمائد سلطنت اور اکابر ملت کے ہمراہ ایک مشہور بزرگ کے روضہ پر جو خرقہ شریف کے نام سے مشہور ہے پر اور جو قندھار سے تین میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے فاتحہ خوانی کے لئے گئے اس روضہ پر ایک مجذوب کئی سال سے بیٹھا تھا جس نے کبھی زبان نہ کھولی تھی۔ لوگ عموماً اسے گونگا خیال کیا کرتے تھے۔ جونہی اعلیحضرت نے درگاہ میں قدم رکھا اس مجذوب نے دوڑ کر قدم لئے اور بے ساختہ پکار اٹھا۔ **تو ئی بادشاہ اسلام اخدا دشمنانت را بشکناد۔ اقبال تو پاینده باد۔ جائے ہیچ غم نیست**۔ اتنا کہا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ دیکھا تو فوت ہو چکا تھا۔ اس واقعہ کی خبر گرد و نواح کے دیہات میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ لوگ اس مست کی بات کو صدائے غیب کہتے ہیں اور اسے اعلیحضرت کی اقبالمندی کا فال ثبوت سمجھتے ہیں۔ اس واقعہ سے احمد شاہ ابدالی کے واقعہ کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ کیونکہ احمد شاہ ابدالی کو بھی اسی درگاہ کے ایک مجذوب نے در دوران کا خطاب دیکر یہ بشارت دی تھی کہ تو بادشاہ ہے۔ حالانکہ اسوقت وہ نادر شاہ ایرانی کی ذاتی ملازمت میں تھا۔

بچہ سقہ کو افغان افسر راہداری کا دنداں شکن جواب

پشاور ۲۹ جنوری۔ بچہ سقہ نے جو حبیب اللہ غازی کا لقب اختیار کر چکا ہے پاسپورٹ آفیسر مقیم پشاور کو مطلع کیا ہے کہ اب سلطنت کے کاروبار کے لئے نئی وزارت مرتب ہو گئی ہے۔ اس لئے آئندہ نئی وزارت کی ہدایات بموجب کام کاج ہونا چاہئے۔ محکمہ پاسپورٹ کے افسروں نے اس کا جواب یوں دیا۔ کہ ہم تمہاری حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم اعلیحضرت شاہ امان اللہ خاں کی حکومت کے مطیع اور فرمانبردار خادم ہیں۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ ان افسروں کے عیال و اطفال اس وقت کابل میں رہتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ افغان ایجنٹ مقیم پشاور کو قندھار سے احکام موصول ہوئے ہیں کہ بڑی بڑی موٹر کاریں جو اس وقت پشاور میں ہیں فوراً براہ کوئٹہ قندھار روانہ کر دی جائیں۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ ایک دو دن میں وہ تمام موٹریں قندھار روانہ کر دی جائینگی۔ موٹروں کی روانگی میں تاخیر کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ مرمت طلب تھیں۔

لنڈن ۳۰ جنوری۔ دوران جنگ میں بچہ سقہ کا بیٹا گرفتار کر لیا گیا اور گولی سے اڑا دیا گیا۔

تصحیح

قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء کے نورافغانستان میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں انکی از قرار ذیل تصحیح کریں:

غلط صفحہ ۱۔ رومال سر کا کفن دونوں چھوڑ کر
صحیح۔ رومال سر کا اور کفن دونوں چھوڑ کر
غلط صفحہ ۲۔ پھیر دیا ہے۔ صحیح۔ پھیر دیتا ہے۔
غلط صفحہ ۳۔ مسیحیت روز افزوں ترقی کرتا جائیگا۔
صحیح۔ مسیحیت روز افزوں ترقی کرتی جائیگی
غلط صفحہ ۳۔ کرنیل۔ صحیح کرنیل۔
غلط صفحہ ۳۔ اور دری۔ صحیح۔ و دری۔

بقیہ مراسلات

کتب عہد جدید کی صحت پر ایک محققانہ نظر

(۸)

جب اُس نے ان اوراق کو غور سے پڑھا تو اُن پر یونانی ترجمہ سبعینیہ (سپٹواجنٹ) لکھا پایا۔ راہبوں نے اس کو بتلایا کہ ایسے بہتیرے اوراق اُن کے پاس موجود ہیں۔ اور کچھ چولھا جلانے کے کام آچکے ہیں۔ اُس نے راہبوں کو کہا کہ یہ اوراق بڑی قدروقیمت کے ہیں۔ ان کو ضایع مت کرو۔ چند اوراق اس کو مل گئے لیکن راہبوں نے واقف ہونے پر دیگر اوراق کو اس کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ سنہ ۱۸۵۹ء میں وہ پھر اسی خانقاہ کو گیا۔ اور ایک راہب سے یونانی ترجمہ سبعینیہ پر گفتگو چھڑ گئی۔ راہب نے کہا کہ میرے پاس بھی اس یونانی ترجمہ کی ایک قدیم نقل موجود ہے اور ایک جزدان میں سے نکال کر اس کو ایک نسخہ دکھلایا۔ اس نسخہ میں نہ صرف عہد عتیق کا ایک بہت بڑا حصہ موجود تھا۔ بلکہ عہد جدید تمام سالم نہایت اعلیٰ حالت میں محفوظ تھا۔ بعد مشکل تشنڈارف نے اس نسخہ کو حاصل کیا اور اپنے مربی زار روس کے پاس لے گیا۔ اور یہ نسخہ اب تک پیٹروگریڈ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں اکسفورڈ یونیورسٹی کے چھاپہ خانہ نے اس نسخہ کی عکسی تصویریں لیکر کتابی صورت میں شایع کیا ہے۔ اور اب ہر ناظر اس قیمتی اور معتبر نسخہ کو چند روپے کے عوض اپنے کتب خانہ میں رکھ سکتا ہے۔

یہ نسخہ غزال کے چمڑے پر لکھا ہے۔ اور اس کا ہر ایک قرطاس ۱۵-انچ × ½ ۱۳-انچ ہے ہر صفحہ پر چار کالم ہیں۔ جو ½ ۲-انچ چوڑی ہیں اور ہر کالم میں ۴۸ سطریں ہیں۔ اس قلمی نسخہ کا متن اعلیٰ ترین اور صحیح ترین ہے۔

دوم:۔ نسخہ ویٹی کن۔ گو یہ نسخہ بھی چوتھی صدی کا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا نسخہ سینا سے زیادہ قدیم ہے۔ اور اس کی مانند یہ بھی نہایت صحیح ہے یہ نسخہ غالباً مصر میں لکھا گیا تھا۔ اور اب روم میں ویٹی کن یعنی پوپ صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور اس میں یونانی بائبل محفوظ ہے بلکہ یونانی بائبل کے تمام نسخوں میں قدیم ترین اور معتبر ترین قلمی نسخہ ہے۔ گو یہ نسخہ تقریباً ساڑھے چارسو سال سے یورپ میں موجود تھا۔ لیکن اس کی اصلی حقیقت کا سب معتبر نسخوں کے بعد پتہ چلا۔ کیونکہ جب اس کی حقیقت کھلی تو اُس کی جانچ پڑتال کرنے کی اجازت نہ ملی۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں اس نسخہ کی عکسی تصاویر شایع کی گئیں۔ اور اب یہ نسخہ پہلے نسخہ کی مانند ہر شخص کے کتب خانہ کا حصہ ہو سکتا ہے۔

یہ قلمی نسخہ غزال کے چمڑے پر لکھا ہے۔ اسکی شکل مربع صورت کی ہے۔ اور ½ ۱۰-انچ × ½ ۱۰-انچ ہے۔ نہایت نفیس خط میں لکھا ہے ہر صفحہ پر تین قطاریں ہیں۔ اس نسخہ میں تقریباً تمام عہد جدید کی کتب موجود ہیں۔ صرف عبرانیوں ۹/۱۴ تا آخر۔ مقدس پولوس کے پاسٹرل خطوط اور مکاشفات کی کتاب نہیں ہے۔ نسخہ سینا اور نسخہ ویٹی کن میں انجیل جلیل کا صحیح ترین اور معتبر ترین متن موجود ہے۔

سوم:۔ نسخہ اسکندریہ۔ یہ قلمی نسخہ یونانی بائبل کے نسخوں میں سب سے زیادہ معروف نسخہ ہے۔ یہ اسکندریہ میں لکھا گیا تھا۔ سنہ ۱۶۲۱ء میں قسطنطنیہ میں لایا گیا۔ اور وہاں سے جیمس اول شاہِ انگلستان کے سفیر سر طامس رو کے ذریعہ جیمس اول کو بطور تحفہ لنڈن کو بھیجا گیا۔

یہ نسخہ پتلے چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ اور ⅝ ۱۲ × ¾ ۱۰-انچ کا ہے۔ اس کے ۷۷۳ اوراق ہیں۔ ہر صفحہ پر دو قطاریں ہیں۔ اور جلی کلاں حروف میں لکھا ہوا ہے۔ عہد جدید کی کتب میں سے متی ۲۵/۵ تک اس میں ورق نہیں ہیں۔ نیز یوحنا ۵۰/۶ تا ۵۲/۸ اور ۲ کرنتھیوں ۱۳/۴ تا ۶/۱۲ کے اوراق اس میں اب موجود نہیں رہے۔

یہ نسخہ پانچویں صدی کے پہلے حصہ میں نقل کیا گیا تھا۔ اس میں اناجیل اربعہ کا متن ایسا معتبر نہیں ہے۔ گو اعمال الرسل سے مکاشفات کے آخر تک کا متن نہایت اعلیٰ ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ نقل کرتے وقت کاتب نے جن طوماروں سے اناجیل اربعہ کو نقل کیا تھا۔ ان میں کتابت کی غلطیاں موجود تھیں۔ لیکن جن طوماروں سے باقی کتب نقل کی گئی ہیں۔ ان میں کتابت کی غلطیاں موجود نہیں تھیں۔

چہارم:۔ چونکہ ہم ناظرین کا تعارف ان ہزاروں نسخوں کی مختلف اقسام سے کرانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں ایک اور قسم کے نسخہ کا ذکر کرتے ہیں یہ قلمی نسخہ جس کا ذکر ہم اب کرتے ہیں۔ نسخہ افرائیمی کہلاتا ہے۔ یہ چمڑے پر لکھا ہے۔ لیکن اس چمڑے پر یکے بعد دیگرے دو تحریریں ایک دوسری کے اوپر لکھی ہوئی ہیں۔ نچلی عبارت کتب مقدسہ کے متن کی عبارت ہے۔ مگر چونکہ چمڑا مہنگا تھا اور آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا جب پہلی دو سطروں کے درمیان دوسری عبارت انہی اوراق پر لکھی گئی۔ تو پہلی عبارت کو نرم پتھر کے ساتھ رگڑ کر تقریباً محو کر دیا گیا۔ پھر مرور زمانہ سے وہ پہلی تحریر کچھ دھیمی سی نظر آنے لگی۔ یہ نسخہ سولھویں صدی میں اطالیہ آیا۔ جب یونانی نسخوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں اطالیہ میں پناہ لی۔ اور شاہی خاندان کی ملکیت ہو گئی۔ جب کیتھرین فرانس کی ملکہ ہوئی تو وہ اپنے ساتھ

اس نسخہ کو اطالیہ سے فرانس لے آئی۔ اور تب سے یہ نسخہ پیرس کے کتب خانہ میں موجود ہے ؛

مذکورہ بالا تین نسخوں کی طرح اس قلمی نسخے میں بھی پہلے یونانی بائبل تمام وکمال محفوظ تھی لیکن اب اس میں عہد عتیق کی کتب کے چند حصص ہیں۔ اور عہد جدید کی تمام کتب سوائے ٢ تسلنیکی اور ٢ یوحنا کے محفوظ ہیں ؛

اس نسخہ میں ٢٠٩ اوراق ہیں۔ اور اس کی تقطیع ½١٢ × ٩ انچ ہے۔ اور اچھے چمڑے پر لکھا ہے۔ ہر صفحہ پر صرف ایک قطار ہے۔ اور نسخہ سکندریہ کی طرح اس کے حروف جلی اور کلاں ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ایسا مشابہ ہیں۔ کہ ہم بغیر کسی تامل کے کہہ سکتے ہیں کہ دونوں نسخے پانچویں صدی کے پہلے حصہ میں (یعنی از ٤٠٠ء تا ٤٥٠ء) لکھے گئے تھے ؛

اس نسخہ کا متن معمولی ہے اور نہ تو اعلیٰ درجہ کا متن ہے۔ اور نہ ایسا ہے کہ اس میں بہت غلطیاں ہوں۔ یعنی نہ تو یہ نسخہ بہت معتبر ہے۔ اور نہ بہت غلط ہے ؛ پادری برکت اللہ

اشتہار ٢٦/٢

ڈاکٹر ایم۔ کے ڈیس صاحب ایل۔ ڈی۔ ایس۔ سی ڈنٹیل سرجن۔ لیٹ ڈنٹیل سرجن ٹو۔ ہز ایکسیلینسی دی گورنر آف بمبئی ماہر فن دندان سازی ایلیکٹرو دسیٹی ڈیپارٹمینٹ کے سپیشلسٹ ہیں اور مسیحیوں سے خاص رعایت کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں لیکن تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط وکتابت اپنا وقت ضرور مقرر کریں۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کرتے رہیے ؛

اشتہار کتب ورسائل

خدا کی جہات ثلاثہ۔ یعنی خدائے خالق۔ خدائے مجسم اور خدائے سنجات دہندہ انسان۔ مصنفہ ڈبلیو ایچ۔ ٹی گیرڈنر صاحب۔ خدا کی ذات کی نسبت مسیحی عقیدہ تثلیث فی الوحدت کی تشریح ١٢ صفحہ۔ ٣ ر

آرین شدھی کی حقیقت یا کیفیت وید۔ سماجیوں کا ویدوں سے انکار۔ وید کی حقیقت اور اس کی تعلیمات کے عجائب وغرائب۔ بڑی تقطیع صفحہ ٦٤ ـ ٥ ر

آریوں کے لئے ٹریکٹ

(١) ویدوں کی تعداد میں اختلاف صفحہ ٣ ـ ٣ پائی
(٢) وید کے ملہمین میں اختلاف صفحہ ٨ ـ ٩ پائی
(٣) کیا وید الہامی ہیں صفحہ ٣ ـ ٣ پائی
(٤) ابطال ازلیت وید صفحہ ١٢ ـ ٩ پائی
(٥) ویدک ایشور مجسم ہے صفحہ ٨ ـ ٦ پائی
(٦) ویدک ایشور کی کم علمی صفحہ ٨ ـ ٩ پائی
(٧) ویدک ایشور کی صفات صفحہ ٨ ـ ٦ پائی
(٨) ویدک توحید کا آئینہ صفحہ ٨ ـ ٦ پائی
(٩) ویدک ایشور صفحہ ٨ ـ ٦ پائی

منسجہ بالا ٩ ٹریکٹ خاص آریہ سماج کی تردید میں لکھے گئے ہیں۔ اصل سنسکرت مع تلفظ بحروف فارسی بطور ثبوت شامل ہے۔ ختم ہونے کو ہیں۔

کیا آپ کو روح القدس کا بپتسمہ ملا ہے۔ پادری ڈی۔ ڈی ڈیوڈیل کے ایک لکچر کا اردو ترجمہ صفحہ ١٢ ـ ٦ پائی۔

ایک عجیب پیشنگوئی۔ اس بیان میں کہ مسیح کی منادی تمام جہاں میں کی گئی ہے صفحہ ٢٠ ـ ٦ پائی

مسیح کی الوہیت۔ اس مضمون پر ارزاں ترین ٹریکٹ۔ ٣ پائی۔

وھسہ رم تلا۔ ہندوؤں کے لئے ٹریکٹ صفحہ ٤ ـ ٦ پائی

سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

یوئنگ کرسچن ہائی سکول الٰہ آباد

یہ یوئنگ کرسچن ہائی سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ بشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار خاتون اس کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے ؛

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہو متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے ؛

نئے انتظام کے مطابق چالیس فیصدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں ؛

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جن رکشا ماسہ سے مالت تک اور رد کو نزل ٥ سے ٥٥ تک مل سکتا ہے مزید حالات پرنسپل وہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں ؛

مجرب علاج

دمہ کا شرطیہ علاج۔ دمہ خشک ہو یا تر۔ پرانا ہو۔ شرطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

بخار کی حکمی دوا۔ اس کے استعمال سے روزانہ تپ یہ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ١٢ ر

تاپ تلی یا طحال کی لاثانی گولیاں۔ ان گولیوں کے استعمال سے چند ہی دنوں میں طحال اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے نہایت مجرب گولیاں ہیں۔ قیمت عہ۔ ملنے کا پتہ ڈاکٹر اے۔ این۔ اوپیڈیا یہ خورجہ ضلع بلند شہر